چلتے کاروبار میں فی پیس کے حساب سے نفع طے کرنے کا حکم اور اس کا متبادل جائز طریقہ

ریفرینس نمبر:IEC-0005 تاریخ:11-05-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کی ایک گارمنٹس فیکٹری (Garments Factory) ہے جس میں اس کا تقریباً دس ملین ریال (Ten million riyals) کا سرمایہ (Capital) لگا ہوا ہے۔ زید، بکر نامی انویسٹر (Investor) سے دولاکھ ریال بطور انویسٹمنٹ (Investment) لیتا ہے۔ دونوں کے درمیان نفع کے متعلق یہ طے ہوتا ہے کہ فیکٹری میں بننے والے ہر اوکے پیس (Perfect Piece) پر بکر کو دو ریال نفع ملے گا اور جو پیس (Piece) ریجیکٹ (Reject) ہو جائیں گے ان پر کچھ بھی نفع نہیں ملے گا جبکہ نقصان کے متعلق دونوں کے درمیان کچھ طے نہیں ہوا۔ یہ بھی طے ہوا ہے کہ جب تک یہ انویسٹمنٹ (Investment) زید کے پاس رہے گی اسی طرح ڈیل چلتی رہے گی۔ سال یا دو سال بعد جب بھی انویسٹر اپنی رقم کی واپسی کا تقاضا کرے گا، اسے وہ رقم یعنی دولاکھ ریال مکمل ادا کر دیے جائیں گے اور طے شدہ منافع ملنا اسی وقت سے بند ہو جائے گا۔ کیا اس طرح ڈیل کرنا شرعاً درست ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو اس کا کوئی جائز حل بھی ارشاد فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوال میں ذکر کیا گیا طریقہ شراکت داری (Partnership) نہیں بلکہ سود پر مشتمل ہے کیونکہ بکر نے زید کو اگرچہ انویسٹمنٹ (Investment) کے نام پر رقم دی ہے لیکن در حقیقت (In fact) وہ رقم زید پر قرض ہے کہ مکمل رقم واپس کرنا طے ہوا ہے۔ اسی قرض کی وجہ سے زید، بکر کو ہر پیس پر دو ریال کا نفع دے رہا ہے حالانکہ قرض پر مشروط (Conditional) نفع سود ہوتا ہے اور سود کا لین دین کرنا حرام و سخت گناہ ہے۔

لہٰذا ان دونوں پر لازم ہے کہ فوراً اس سودی معاہدے (Interest based contract) کو ختم کریں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔ بکر نے اب تک جو نفع لیا وہ اس کے لئے حلال نہیں، اس پر لازم ہے کہ وہ نفع بلانیتِ ثواب کسی شرعی فقیر کو صدقہ کر دے بلکہ بہتر ہے کہ زید کو واپس کر دے۔

مذکورہ انویسٹمنٹ کا ایک جائز طریقہ

اب اگر نئے سرے سے (Fresh) انویسٹمنٹ (Investment) کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مختلف جائز طریقے ہوسکتے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بکر، زید کو رقم نہ دے بلکہ زید کو اپنے کام میں جو مٹیریل (Material) استعمال کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے مثلاً دھاگہ وغیرہ۔ بکر مارکیٹ سے دو لاکھ ریال کا وہ سامان خرید کر اس پر قبضہ کرلے پھر اس سامان کو اپنا نفع (Profit) رکھ کر مثلاً ڈھائی لاکھ ریال کا زید کو ایک متعین مدت مثلاً چھ ماہ کے لئے ادھار پر بیچ دے۔ اب یہ سامان زید کی ملکیت ہو جائے گا اور جو بھی نفع حاصل ہو گا وہ سب زید کا ہی ہو گا البتہ جتنی قیمت میں اس نے بکر سے سامان خریدا ہے وہ رقم مثلاً ڈھائی لاکھ ریال مقررہ مدت میں ادا کرنا زید پر لازم ہو گا۔ بکر کو جب یہ رقم وصول ہو جائے اور وہ دوبارہ رقم لگا کر نفع حاصل کرنا چاہے تو پھر دوبارہ یہی طریقہ اختیار کرے۔ اس طریقے یعنی اصل قیمت مع نفع (Real Price with Profit) بتا کر بیچنے کو شرعی اصطلاح میں "بیع مرابحہ" (Murabaha Contract) کہا جاتا ہے۔ اگر ابھی پوری رقم وصول نہیں ہوئی بلکہ کچھ رقم وصول ہوئی ہے اور اس وصول شدہ رقم کو دوبارہ کاروبار میں لگانا چاہتا ہے تو اسی طریقے سے لگا سکتا ہے۔

اگر بکر ہر مرتبہ کی خرید و فروخت خود نہیں کرنا چاہتا تو اس کا حل بھی موجود ہے کہ وہ اپنی جگہ کسی معتمد شخص کو اپنا نائب (Deputy) بنادے جو اس کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق ہر مرتبہ سامان خرید کر اپنے قبضے میں لے کر اوپر بیان کردہ طریقے کے مطابق زید کو فروخت کر دیا کرے۔

قرض کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "شرعاً: ما تعطيه من مثلي لتتقاضاه" یعنی: شرعا قرض وہ مثلی چیز ہے جو اس مقصد سے دی کہ اس کی مثل کا تقاضا کیا جائے گا۔

(در مختار، جلد 5، صفحہ 161، مطبوعہ بیروت)

فتح القدیر میں ہے: "فعساه لا يخرج الا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لاحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لاحدهما يخرج العقد من الشركة الى قرض او بضاعة" ترجمہ: ہو سکتا ہے کہ

جتنا نفع ایک کے لئے مقرر کیا ہے کل نفع اتنا ہی ہو، اس صورت میں یہ سارا نفع ایک شریک کے لئے مقرر کرنا ہو گا اور یہ عقد شرکت سے نکل کر قرض یا بضاعت میں چلا جائے گا۔

(فتح القدیر، جلد6، صفحہ183، مطبوعہ دار الفکر)

قرض پر مشروط نفع (Conditional Benefit) سود ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے: "کل قرض جر منفعۃ فھو وجہ من وجوہ الربا" یعنی: ہر وہ قرض جس سے نفع حاصل کیا جائے وہ سود کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی، جلد5، صفحہ573، مطبوعہ بیروت)

سود کے متعلق صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا، ومؤکلہ، وکاتبہ، وشاھدیہ"، وقال: "ھم سواء" یعنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے اور سود کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔

(صحیح مسلم، جلد3، صفحہ1219، مطبوعہ بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ایک سوال ہوا جس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں: "اس وقت زید سے بکر نے کہا کہ اگر اس وقت پندرہ سو روپے دو تو میں لے لوں اور تجارت میں لگادوں اور چار سال میں اگر روپیہ ادا ہوا تو منافع لوں گا" تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: "صورت مستفسرہ میں وہ منافع قطعی سود اور حرام ہیں حدیث میں ہے: "کل قرض جر منفعۃ فھو ربا" قرض سے جو نفع حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد19، صفحہ561، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ شریف میں سود اور دیگر مال حرام سے بریٔ الذمہ ہونے سے متعلق فرماتے ہیں: "جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا، اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کردے، وہ نہ رہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید و فروخت کسی کام

میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے۔ بغیر صورتِ مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سود وغیرہ عقودِ فاسدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداء تصدق کر دے۔۔۔ ہاں جس سے لیا انہیں یا ان کے ورثہ کو دینا یہاں بھی اولیٰ ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد23، صفحہ551، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

مرابحہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے صاحب ہدایہ امام ابو الحسن علی بن ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"المرابحة نقل ما ملكه بالعقد الأول بالثمن الأول مع زيادة ربح"یعنی: پہلے عقد میں جتنے ثمن کے بدلے مال کا مالک ہوا، اس میں نفع کا اضافہ کر کے آگے منتقل کرنا مرابحہ ہے۔

(الھدایة، جلد03، صفحہ56، مطبوعہ بیروت)

واضح رہے کہ مارکیٹ سے سامان خریدنے کے بعد آگے بیچنے سے پہلے اس سامان پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ بہار شریعت میں ہے: "مبیع اگر منقولات کی قسم سے ہے تو بائع کا اُس پر قبضہ ہونا ضرور ہے، قبل قبضہ کے چیز بیچ دی بیع ناجائز ہے۔"

(بہار شریعت، جلد2، صفحہ625، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

سودا اگر اُدھار ہو تو قیمت ادا کرنے کی مدت طے ہونا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: "بیع میں کبھی ثمن حال ہوتا ہے یعنی فوراً دینا اور کبھی مؤجل یعنی اُس کی ادا کے لیے کوئی میعاد معین ذکر کر دی جائے، کیونکہ میعاد معین نہ ہوگی تو جھگڑا ہوگا۔"

(بہار شریعت، جلد2، صفحہ626، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

وکیل بنانے سے متعلق بہار شریعت میں ہے: "وکالت کے یہ معنی ہیں کہ جو تصرف خود کرتا، اُس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دینا۔"

(بہار شریعت، جلد2، صفحہ974، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

20شوال المکرم1444ھ/11مئی2023ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جا سکتی ہے۔
دارالافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net | مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
Email:appointment@iecdawateislami.com